THE STUDY OF RELIGION AND HISTORY

Vol.3, No.3, 2025

ISSN P: 3006-3329
ISSN E: 3006-3337

سورۃ ھود کی روشنی میں مترفین کے کردار کا تحقیقی جائزہ

A Research Study of the Role of the Mutrafīn in the Light of Surah Hūd

Javeria Hayee
Visiting Faculty Member Islamic Studies Department FG Degree College (W) Multan
Email: jiarao167@gmail.com
Dr. Allah Ditta
HOD Islamic Studies Department FG Degree College (W) Multan Cantt Email
profabughufran475@gmail.com

ABSTRACT

This study talks about the moral and social dimensions of the Mutrafīn (the affluent) as described in the Qur'an, specifically focusing on Surah Hud. The research investigates why certain historical nations were destroyed and identifies the specific ethical failures of their leading classes. The analysis reveals that the downfall of these nations resulted from two primary factors: the elite's excessive pursuit of fleeting luxuries at the cost of moral responsibility, and the absence of a group of wise, righteous reformers who forbid corruption. The Mutrafīn are characterized by arrogance, pride, and spiritual intoxication, which eventually lead to societal injustice and divine accountability. The study concludes that the survival of a society depends on moderation and the active presence of individuals dedicated to social accountability. It warns that prioritizing worldly luxury over ethical integrity leads to an unavoidable cycle of national decline.

Key Words: - Mutrafīn, Surah Hūd, Decline, Luxuries, History, Fasād.

تعارف

یہ مقالہ قرآنی تعلیمات کی روشنی میں معاشرتی بگاڑ کے ایک بنیادی سبب "مترفین" (خوشحال اور عیش پرست طبقہ) کے کردار کا احاطہ کرتا ہے۔ اس میں خاص طور پر سورہ ہود کی آیت نمبر 116 کو بنیاد بنا کر اس امر پر بحث کی گئی ہے کہ کس طرح کسی قوم کا متمول طبقہ جب اخلاقی حدود کو پامال کرتا ہے تو وہ قوم زوال اور الٰہی عذاب کا شکار ہو جاتی ہے۔ مقالہ اس حقیقت کو واضح کرتا ہے کہ مال و دولت بذاتِ خود بری چیز نہیں، بلکہ اس کا غلط استعمال اور شکر گزاری سے دوری انسان کو "مترف" بنا دیتی ہے۔ اس تحقیق میں تفسیراتی اور تجزیاتی منہج اختیار کیا گیا ہے۔ مقالے کا آغاز لفظ "مترفین" کے مادہ (ت-ر-ف) کی مختلف صرفی و نحوی اشکال اور لغوی مفاہیم سے کیا گیا ہے تاکہ اس اصطلاح کی روح کو سمجھا جا سکے۔ طریقہ کار کے مطابق، پہلے قرآنی آیات کا مطالعہ کیا گیا ہے، پھر ان کی تشریح کے لیے مستند احادیثِ مبارکہ اور اقوالِ سلف سے استدلال کیا گیا ہے، اور آخر میں سابقہ امتوں (جیسے قومِ ہود اور قومِ یونس) کے تاریخی واقعات سے تقابلی جائزہ پیش کیا گیا ہے۔ اس مقالے کا بنیادی مقصد سابقہ اقوام کی تباہی کے اصل اسباب (عیش پرستی اور امر بالمعروف کا ترک کرنا) کی نشاندہی کر کے موجودہ معاشرے کو اسراف، تکبر اور مادی بدمستی کے انجام سے باخبر کر کے تباہی و بربادی سے بچانا ہے۔ تحقیق کے نتائج یہ ظاہر کرتے ہیں کہ کسی

THE STUDY OF RELIGION AND HISTORY

Vol.3, No.3, 2025

ISSN P: 3006-3329
ISSN E: 3006-3337

بھی قوم کی بقا کا دارومدار اس کے اخلاقی وجود پر ہوتا ہے۔ جب معاشرے کے بااثر لوگ (مترفین) خواہشاتِ نفسانی کے اسیر ہو کر زمین میں فساد برپا کرتے ہیں اور ان کے سامنے کوئی روکنے والا (مصلح) باقی نہیں رہتا، تو الٰہی قانون کے مطابق وہ قوم ہلاکت کا شکار ہو جاتی ہے۔ مقالہ اس نتیجے پر پہنچتا ہے کہ نجات صرف ان لوگوں کے لیے ہے جو برائی سے روکنے کا فریضہ سرانجام دیتے ہیں۔

مترفین کا مفہوم:

المُتْرَف باب افعال سے اسم مفعول، صیغہ واحد مذکر ہے جس کے معنی ہیں وہ آسودہ حال (لوگ) جن کے پاس مال و دولت عزت و جاہ ہے[1]۔ مترفین اسی اسم مفعول کی جمع مذکر سالم ہے۔ اور ان خوش حال لوگوں کے لیے استعمال ہوتا ہے جو نعمت و آسائش کے باعث عیش و عشرت اور اطاعتِ الٰہی سے غفلت میں مبتلا ہو جائیں [2]۔[3]۔[4]۔[5] مترف کے لغوی مفہوم میں مال داری، آسودگی، عیش پرستی اور تکبر بھی شامل ہیں۔[6] تَرِفَ، تَرَفَ اور اَتْرَفَ کے معنی عیش و آرام کرنا یا دینا ہیں۔[7] جبکہ مُتْرَفٌ خوش حال اور عیش پرست شخص کو کہتے ہیں۔[8] دیگر مشتقات میں خوش حالی، ناز و نعمت، تکبر، نافرمانی اور سرکشی کے مفاہیم پائے جاتے ہیں۔[9] مُتْرَفِيْهَا، مُتْرَفِيْهِمْ، مُتْرَفُوْهَا سے کسی قوم یا بستی کے خوش حال لوگ مراد ہیں۔[10] المُتَرَف، المُتَرَّف، تُرْفَة اور التُرْفَةٌ میں نعمت، آسائش اور عیش و عشرت کے مفاہیم ہیں۔[11]، جبکہ أُتِرِفَ فَلَانٌ، استترف اور اِستَتَرَفَ میں آسودگی کے ساتھ نافرمانی، سرکشی اور تکبر کے مفاہیم پائے جاتے ہیں۔[12] لہٰذا مترفین سے مراد وہ خوش حال لوگ ہیں جو مال و نعمت کی کثرت کے باعث عیش پرستی اور اطاعتِ الٰہی سے غفلت کا شکار ہو جائیں۔

سورہ ھود کا تعارف

سورہ ھود قرآن مجید کی گیارہویں سورۃ ہے جو مکہ میں نازل ہوئی اس سورۃ کے دس رکوع اور 132 آیات ہیں۔

سورۃ کا نام

اس سورۃ کا نام سورہ ھود ہے کیونکہ اس سورۃ میں حضرت ہود □ کی قوم کا ذکر کیا گیا ہے، اس سورہ میں دیگر انبیاء کا ذکر بھی کیا گیا ہے، اس سورہ میں حضرت ھود کا نام مبارک 5 مرتبہ ذکر کیا گیا ہے اور کسی سورۃ میں ایسا نہیں ہے، اس سورہ میں یہ تصریح ہے کہ عاد حضرت ھود کی قوم ہے اور کسی سورۃ میں اس طرح تصریح نہیں ہے[13]۔ یہ سورت مکی ہے اس میں قرآنی دعوت کا لباب موجود ہے اور خدائے واحد کی عبادت و بندگی کا انکار کرنے والوں کو ہولناک انجام سے خبردار کیا گیا ہے۔ قرآن مجید میں ہے:

أَلَا بُعْدًا لِعَادٍ قَوْمِ هُودٍ[14]

ترجمہ: سن لو پھٹکار ہے عاد کو جو قوم تھی ہود کی[15]۔

زمانہ نزول

اس سورۃ پر غور کرنے سے ایسا محسوس ہوتا ہے کہ یہ اسی دور میں نازل ہوئی ہو گی جس مین سورۃ یونس ہوئی تھی، بعید نہیں کہ یہ اس کے ساتھ متصلاً ہی نازل ہوئی کیونکہ موضوع تقریر وہی ہے مگر تنبیہ کے انداز کا پہلو اس شدت کے ساتھ ابھر کر سامنے آگیا ہے کہ معلوم ہوتا

THE STUDY OF RELIGION AND HISTORY

Vol.3, No.3, 2025

ISSN P: 3006-3329
ISSN E: 3006-3337

ہے رسول ﷺ کے مخالفین پر عذابِ الٰہی ٹوٹ پڑنے کو ہے۔

سورہ ہود سے متعلق احادیث

ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے عرض کی کہ اے رسول اللہ ﷺ آپ بوڑھے ہو گئے فرمایا! بوڑھا کر دیا مجھ کو سورہ ہود اور واقعہ اور مرسلات اور عم یتساءلون اور اذا الشمس کورت نے یعنی ان میں جو قیامت کی خبریں ہیں اور عذاب کی آیتیں ان سے میں بوڑھا ہو گیا ہوں [16]۔ [17]

ایمان نہ لانے اور رسول ﷺ کے پیغام کو قبول نہ کرنے پر سورۃ یونس میں بھی اللہ تعالیٰ کے عذاب کی وعید کا ذکر ہے لیکن سورۃ ہود میں اللہ نے زیادہ قہر و غضب کا اظہار فرمایا ہے۔ امام بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت ابو علی السرر ضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ میں نے نبی ﷺ کو دیکھ کر عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ آپ سے روایت کیا گیا ہے کہ سورۃ ہود نے آپ کو بوڑھا کر دی؟ آپ ﷺ نے فرمایا ہاں! میں نے عرض کیا سورۃ ہود کی کس چیز نے آپ کو بوڑھا کر دیا؟ فرمایا انبیاء علیہم السلام کے قصص اور ان کی امتوں کی ہلاکت نے؟ آپ ﷺ نے فرمایا نہیں اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد نے:[18]

فَاسْتَقِمْ كَمَا أُمِرْتَ وَمَنْ تَابَ مَعَكَ وَلَا تَطْغَوْا إِنَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ[19]

سو تو سیدھا چلا جا جیسا تجھ کو حکم ہوا اور جس نے توبہ کی تیرے ساتھ اور حد سے نہ بڑھو، بیشک وہ دیکھتا ہے جو کچھ تم کرتے ہو[20]۔

سورۃ ہود کے مضامین

سورۃ ہود میں دین اسلام کے اصول اور عقائد بیان کئے گئے ہیں، یعنی توحید، رسالت، بعثت جزا و سزا، اس سورت میں دلائل سے ثابت کر دیا گیا ہے کہ قرآن مجید اللہ کی طرف سے نازل کیا گیا ہے اور بتایا گیا ہے کہ انسان کی آزمائش کی جائے گی کہ کون اچھے عمل کرتا ہے اور کون برے عمل کرتا ہے۔ ارشاد ربانی ہے:

وَهُوَ الَّذِي خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ فِي سِتَّةِ أَيَّامٍ وَكَانَ عَرْشُهُ عَلَى الْمَاءِ لِيَبْلُوَكُمْ أَيُّكُمْ أَحْسَنُ عَمَلًا وَلَئِنْ قُلْتَ إِنَّكُمْ مَبْعُوثُونَ مِنْ بَعْدِ الْمَوْتِ لَيَقُولَنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا إِنْ هَذَا إِلَّا سِحْرٌ مُبِينٌ[21]

ترجمہ: اور وہی ہے جس نے بنائے آسمان اور زمین چھ دن میں اور تھا اس کا تخت پانی پر تا کہ آزمائے تم کو کہ کون تم میں اچھا کرتا ہے کام، اور اگر تو کہے کہ تم اٹھو گے مرنے کے بعد تو البتہ کافر کہنے لگیں یہ کچھ نہیں مگر جادو ہے کھلا ہوا[22]۔

مومن اور کافر میں فرق بتایا گیا ہے کہ مومن سختی اور تنگی کے دنوں میں صبر کرتا ہے اور آسانی اور فراخی کے وقت اللہ کا شکر ادا کرتا ہے، اور کافر عیش اور راحت کے ایام میں تکبر کرتا ہے اور مصیبت اور سختی کے ایام میں مایوس ہو جاتا ہے۔ ارشاد ربانی ہے:

وَلَئِنْ أَخَّرْنَا عَنْهُمُ الْعَذَابَ إِلَى أُمَّةٍ مَعْدُودَةٍ لَيَقُولُنَّ مَا يَحْبِسُهُ أَلَا يَوْمَ يَأْتِيهِمْ لَيْسَ مَصْرُوفًا عَنْهُمْ وَحَاقَ بِهِمْ مَا كَانُوا بِهِ يَسْتَهْزِئُونَ (8) وَلَئِنْ أَذَقْنَا الْإِنْسَانَ مِنَّا رَحْمَةً ثُمَّ نَزَعْنَاهَا مِنْهُ إِنَّهُ لَيَئُوسٌ كَفُورٌ[23]

ترجمہ: اور اگر ہم روکے رکھیں ان سے عذاب کو ایک مدت معلوم تک تو کہنے لگیں کس چیز نے روک دیا عذاب کو، سنتا ہے جس دن آئے گا ان پر نہ پھیرا جائے گا ان سے اور گھیر لے گی ان کو وہ چیز جس پر ٹھٹھے کیا کرتے تھے، اور اگر ہم چکھا دیں آدمی کو اپنی طرف سے رحمت پھر

THE STUDY OF RELIGION AND HISTORY

Vol.3, No.3, 2025

ISSN P: 3006-3329
ISSN E: 3006-3337

وہ چھین لیں اس سے، تو وُہ ناامید ناشکر ہوتا[24]۔

یہ سورت دوسری سورتوں کے لحاظ سے منفرد ہے، اس میں حضرت نوح کے زمانہ میں جو طوفان آیا تھا اس کو بہت تفصیل سے ذکر کیا گیا ہے۔

سورۃ ہود آیت نمبر 116

ارشاد ربانی ہے:

فَلَوْلَا كَانَ مِنَ الْقُرُونِ مِنْ قَبْلِكُمْ أُولُو بَقِيَّةٍ يَنْهَوْنَ عَنِ الْفَسَادِ فِي الْأَرْضِ إِلَّا قَلِيلًا مِمَّنْ أَنْجَيْنَا مِنْهُمْ وَاتَّبَعَ الَّذِينَ ظَلَمُوا مَا أُتْرِفُوا فِيهِ وَكَانُوا مُجْرِمِينَ[25]۔

ترجمہ: سو کیوں نہ ہوئے ان جماعتوں میں جو تم سے پہلے تھیں ایسے لوگ جن میں اثر خیر رہا ہو کہ منع کرتے رہتے بگاڑ کرنے سے ملک میں مگر تھوڑے کہ جن کو ہم نے بچالیا ان میں سے اور چلے وہ لوگ جو ظالم تھے وہی راہ جس میں عیش سے رہے تھے اور تھے گنہگار[26]۔

اس آیت کا شانِ نزول نہیں ہے لیکن اس آیت کی تفسیر میں نہایت سبق آموز طریقے سے قوموں کی تباہی کا نقشہ کھینچا گیا ہے، آپ ﷺ کو تسلی دی گئی ہے کہ تم سے پہلے جو امتیں گزری ہیں اُن میں کوئی نیک بخت نہ تھا جو اپنی قوم کو کفر و شرک سے بچاتا ہے۔

پس منظر

ان آیات میں نہایت سبق آموز طریقے سے ان قوموں کی تباہی کا نقشہ کھینچا ہے ان قوموں کی تباہی کے اصل سبب پر روشنی ڈالی گئی ہے جن کی تاریخ پچھلے رکوع میں بیان کی گئی، ان آیات میں تبصرہ کرتے ہوئے بتایا گیا ہے کہ صرف انہی قوموں کو نہیں بلکہ ان سے پہلی جتنی بھی قومیں گزری ہیں ان سب کی تباہی کا سبب ایک ہی ہے کہ اللہ نے انہیں نعمتوں سے نوازا اور انہوں نے ان نعمتوں کو پا کر بجائے شکر گزاری کرنے کے اس خوشحالی کے نشے میں مست ہو کر زمین میں فساد برپا کرنے لگے[27]۔ بَقِيَّةٍ سے مراد عقل و خرد اور فضیلت ہے جو چیزیں آدمی باقی رکھتا ہے یا جو باقی رہنی چاہئے اور ان سب میں عقل اور دانش ہی سب سے اعلیٰ چیز ہے اگر کسی میں نیک صورتی یا بھلائی ہو تو اسے ذوبقیۃ کہا جائے گا[28]۔ اس آیت میں اہل رائے اور سمجھ دار لوگوں کو اولوبقیۃ سے تعبیر کیا گیا ہے۔ اللہ رب العزت نے انسان کو اس قدر نعمتیں عطا فرمائیں ہیں کہ ساری کائنات مل کر اس کا شمار کرنا چاہے تو نہیں کر سکتی، یہ بات اللہ نے قرآن کریم میں خود فرمائی ہے۔

وَآتَاكُمْ مِنْ كُلِّ مَا سَأَلْتُمُوهُ وَإِنْ تَعُدُّوا نِعْمَتَ اللَّهِ لَا تُحْصُوهَا إِنَّ الْإِنْسَانَ لَظَلُومٌ كَفَّارٌ[29]۔

ترجمہ: اور دیا تم کو ہر چیز میں سے جو تم نے مانگی، اور اگر گنو احسان اللہ کے نہ پورے کر سکو، بیشک آدمی بڑا بے انصاف ہے ناشکرا[30]۔

یہ ظالم لوگ جنہوں نے اپنی جان پر ظلم کیا اپنی خواہشاتِ نفسانی کے پیچھے دوڑتے رہے اسی عیش کو اپنی آخرت پر ترجیح دی اور یہ لوگ اپنے جرائم پر ڈٹے رہے[31]۔ الذین ظلموا سے مراد یہی لوگ ہیں جو عیش و آرام میں پڑے رہتے ہیں، برائی سے بچنے کی پرواہ نہیں کرتے، امر بالمعروف و نہی عن المنکر سے روگرداں ہو گئے[32]۔

THE STUDY OF RELIGION AND HISTORY

Vol.3, No.3, 2025

ISSN P: 3006-3329
ISSN E: 3006-3337

ظالم قیامت کے دن اندھیروں میں بھٹکتا پھرے گا

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا، ظلم قیامت کے دن اندھیرے میں ہو گا[33]۔یعنی ظالم کو قیامت کے دن نور نہ ملے گا، اندھیروں پر اندھیرا ان اندھیروں میں تپتپا تا پھرے گا[34]۔یعنی ظالم کو قیامت کے دن میدان حشر میں تاریکیاں اس قدر گھیرے ہوئے ہوں گی کہ وہ اس نور سے محروم رہے گا، جو مومن کو نصیب ہو گا[35]۔اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کو تسلی دیتے ہوئے بتا رہے ہیں کہ ان سے پہلے جو امتیں گزری ہیں ان میں کوئی نیک بخت یا عقل و خرد رکھنے والا نہ تھا جو اپنی قوم کے لوگوں کو کفر و شرک سے بچاتا[36]۔

جو ہمارے رسول کی پیروی کرتے یا ہمارے اوپر ایمان لاتے اپنے آپ کو برائیوں سے روکتے اور اپنے نفس کو ایمان کی لگام دیتے بلکہ وہ لوگ خواہشوں کے پجاری بن کر دنیا میں لذتوں میں پھنس کر جرائم پیشہ بن گئے، لیکن ان میں بہت کم لوگ ایسے نیک و کار تھے، جو انبیاء کی عزت کرتے تھے نیکیوں کا حکم دیتے اور برائی سے منع کرتے اور اپنی قوم کو فساد کرنے سے روکتے تھے اور خود بھی اس سے باز رہتے تھے وہی لوگ عذاب سے محفوظ رہے باقی لوگ جرائم پیشہ بن گئے[37]۔

بہت کم لوگ ان میں ایسے تھے جنہوں نے نہی عن المنکر کا کام کیا لیکن ان لوگوں کا فقدان تھا، لیکن دوسری طرف مال والوں کے پاس مال کی فراوانی اور کثرت تھی ان کے مال کی وجہ سے وہ تکبر میں تھے اور اسی گھمنڈ میں ان لوگوں نے ظلم کی راہ اختیار کر رکھی ہے یعنی کفر اختیار کر رکھا تھا، اپنی مستیوں اور لذتوں میں پڑے رہتے اور جرائم کا ارتکاب کرتے تھے، ان کی مستیوں کے سبب انہیں ہلاک کر دیا جاتا تھا[38]۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: لایا جاوے گا قیامت کے دن اہل دوزخ سے جو دنیا داروں میں آسودہ تر اور خوش عیش تر تھا سو دوزخ میں ایک بار غوطہ دیا جاوے گا پھر اس سے پوچھا جاوے گا کہ اے آدم کے بیٹے کیا تو نے کبھی آرام دنیا میں دیکھا تھا؟ کیا تجھ پر کبھی چین بھی گزرا تھا؟ تو وہ کہے گا قسم خدا کی کبھی نہیں اے میرے رب، اور اہل جنت سے لایا جاوے گا جو دنیا میں سب لوگوں سے سخت تر تکلیف میں رہا تو جنت میں ایک بار غوطہ دیا جاوے گا پھر اس سے پوچھا جاوے گا اے آدم کے بیٹے تو نے کبھی تکلیف دیکھی ہے؟ کیا تجھ پر شدت اور رنج بھی گزرا تھا؟ وہ کہے گا خدا کی قسم مجھ پر تو کبھی تکلیف نہیں گزری اور میں نے تو کبھی شدت اور سختی نہیں دیکھی[39]۔

اس حدیث میں بھی انسانوں کو آخرت کی زندگی کی ترغیب بڑے مؤثر انداز میں دی جا رہی ہے کہ دنیا کی تمام نعمتیں جن کے حصول کے لئے انسان شریعت کے احکامات کو پامال کرتا ہے اگر وہ نعمتیں حاصل بھی ہو جائیں تو جہنم کے ایک غوطے ہی سے وہ سب فراموش ہو جائیں گی اور دنیا کے فقر و فاقہ اور مشقتوں سے آدمی ڈرتا ہے مگر جنت کے ایک ہی غوطے سے دنیا کی مشقتوں کو وہ بھول جائے گا، حدیث کے آخر میں یہ ترغیب دلائی جا رہی ہے کہ انسان ایمان و عمل صالح والی زندگی کو اختیار کرے تا کہ آخرت کی دائمی نعمتوں اور وہاں کی ہمیشہ کی مسرتوں سے وہ ہمکنار ہو جائے[40]۔

دنیا پرستی اور عیش پرستی جب وسعت اور شدت اختیار کرتا ہے تو فسق و فجور میں تبدیل ہو جاتا ہے اور انسان کے سماجی، روحانی اور اخلاقی وجود کو کھوکھلا کر کے رکھ دیتا ہے پھر اسے ہلاکت میں ڈال دیتا ہے، پہلے تو فسق و فجور میں مالدار اور صاحب ثروت لوگ مبتلا ہوتے ہیں پھر یہ

THE STUDY OF RELIGION AND HISTORY

Vol.3, No.3, 2025

ISSN P: 3006-3329
ISSN E: 3006-3337

مرض متعدی ہو کر نادار لوگوں کے دل اور دروازہ پر دستک دیتا ہے اور ان کو بھی ہلاکت سے دوچار کر دیتا ہے۔الذین ظلموا سے مراد وہ لوگ ہیں جو عیش و آرام کی تلاش میں رہتے ہیں اور عیش و عشرت میں پڑے رہتے ہیں برائی سے بچنے کی پرواہ نہیں کرتے،امر بالمعروف و نہی عن المنکر سے روگرداں ہوگئے[41]۔اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَآتِ ذَا الْقُرْبَى حَقَّهُ وَالْمِسْكِينَ وَابْنَ السَّبِيلِ وَلَا تُبَذِّرْ تَبْذِيرًا ، إِنَّ الْمُبَذِّرِينَ كَانُوا إِخْوَانَ الشَّيَاطِينِ وَكَانَ الشَّيْطَانُ لِرَبِّهِ كَفُورًا[42].

ترجمہ: اور دے قرابت والے کو اس کا حق اور محتاج کو اور مسافر کو اور مت اُڑا بے جا،بے شک اڑانے والے بھائی ہیں شیطانوں کے اور شیطان ہے اپنے رب کا ناشکر[43]۔

حدیث نبوی ﷺ ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا،کھاؤ،پیو،پہنو،خیرات کرو، لیکن اسراف نہ کرو(حد سے نہ بڑھ جاؤ) نہ تکبر(غرور) کرو اور ابن عباس رضی اللہ نے کہا جو تیرا جی چاہے(بشرطیکہ حلال ہو) کھا،اور جو تیرا جی چاہے(مباح کپڑو میں سے) پہن،(گو کتنا ہی بیش قیمت ہو) مگر جب تک دو باتوں سے بچا رہے،اسراف اور تکبر سے-[44] ایک دوسری روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ان دونوں اقسام کے لباس،بہت قیمتی اور بہت گھٹیا لباس کو استعمال کرنے سے منع فرمایا ہے۔[45] ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: دنیا قید خانہ ہے مومن کا اور جنت ہے کافر کی[46]

کافروں کا ضمیر اجتماعی طور پر اس درجے بگڑ گیا کہ ان کے اندر باقی لوگ رہے ہی نہیں جو انہیں برائی سے روکتے یا پھر ایسے لوگ بہت قلیل تھے اور اتنے کمزور تھے کہ ان کی آواز ان تک پہنچ ہی نہ پائی کہ نہ ان کے روکنے سے فساد رکا اور نہ وہ سیدھے راستے پر آئے یہی چیز ہے جس کی بدولت آخر کار یہ قومیں اللہ کے غضب کو آواز دیتی ہیں اور تباہ و برباد ہو جاتی ہیں[47]۔ارشاد ربانی ہے:

يَعْرِفُونَ نِعْمَتَ اللَّهِ ثُمَّ يُنْكِرُونَهَا وَأَكْثَرُهُمُ الْكَافِرُونَ[48]

پہچانتے ہیں اللہ کا احسان پھر منکر ہو جاتے ہیں اور بہت ان میں ناشکرے ہیں۔

ساری کائنات آسمان اور زمین چرند پرند خدا کی ملکیت،قدرت اور حکمت،رحمت و ربوبیت کی لاتعداد نشانیاں ہی تو ہیں اللہ چاہتا ہے کہ لوگ ان نشانیوں پر غور کرنے کی عادت ڈالیں،اور زندگی کے حقائق کو سمجھنے کی کوشش کریں،یہ نشانیاں اللہ کی وحدانیت،اس کی تمام صفات اس کی صفتِ عدل کے مظہر روزِ قیامت جزا و سزا کے نظام،سب کو واضح کر دینے کے لئے کافی ہے،اگر ان سے یہ لوگ سبق سیکھ لیں تو پھر کسی عذاب کی نشانی بھیجنے کی ضرورت باقی ہی نہی رہتی کیونکہ وہ نشانیاں اگر نمودار ہو گئیں تو کفار کا خاتمہ قریب کی بات ہو گی،جو لوگ روزمرہ کی نشانیوں پر غور نہیں کرتے وہ عذاب کی نشانی دیکھ کر بھی راہِ راست پر نہیں آتے[49]۔حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ قرآن مجید کی پیروی کرنے والوں کو اونچا مقام عطا کرتا ہے دیکھو اس نورانی کتاب کو نظر انداز کرنے والی قوموں کو ذلت اور پستی میں مبتلا کر دیا ہے۔

ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ بِمَا كَسَبَتْ أَيْدِي النَّاسِ لِيُذِيقَهُمْ بَعْضَ الَّذِي عَمِلُوا لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ[50]

پھیل پڑی ہے خرابی جنگل میں اور دریا میں لوگوں کے ہاتھ کی کمائی سے چکھانا چاہئے ان کو کچھ مزہ ان کے کام کا تا کہ وہ پھر آئیں۔[51]

THE STUDY OF RELIGION AND HISTORY

Vol.3, No.3, 2025

ISSN P: 3006-3329
ISSN E: 3006-3337

اللہ تعالیٰ کے ہاں ظلم و جبر کا کوئی امکان نہیں ہے وہ اپنے بندوں پر ظلم نہیں کرنا چاہتا اور جن پر عذاب ہوا ہو وہ اس کے مستحق ہوتے ہوں اور بعض حضرات نے فرمایا کہ اس آیت میں ظلم سے مراد شرک ہے ورنہ اللہ کو اپنے بندوں سے کوئی دشمنی نہیں وہ تو اپنے بندوں سے بے انتہاء محبت کرتا ہے اور خواہ مخواہ اپنی قوم کو عذاب نہیں دینا چاہتا اور نہ ہی اپنے بندوں پر ظلم کرنا چاہتا ہے[52]۔

ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ اے لوگو تم پڑھتے ہو یہ آیت يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا عَلَيْكُمْ أَنْفُسَكُمْ لاَ يَضُرُّكُمْ مَنْ ضَلَّ إِذَا اهْتَدَيْتُمْ یعنی اے ایمان والو فکر کرو تم اپنی جانوں کی تم کو ضرر نہ پہنچاوے گا جو گمراہ رہے گا جب تم ہدایت پا چکے اور حالانکہ میں نے سُنا ہے رسول خدا ﷺ سے کہ فرماتے تھے جب لوگ دیکھیں ظالم کو اور اس کے دونوں ہاتھ نہ پکڑ لیں تو قریب ہے کہ اللہ کی طرف سے ان پر عام عذاب آجاوے یعنی اس آیت سے یہ مراد نہیں کہ امر معروف نہ کرنا چاہئے بلکہ یہ مراد ہے کہ امر معروف اور نہی منکر پر اگر وہ نہ مانتیں تو آمرین ماخذ نہیں۔[53]

اللہ تعالیٰ بندوں سے خوش ہو تو اسباب بندے کے موافق ہو جاتے ہیں، اور اگر اللہ تعالیٰ ناراض ہو تو اسباب بھی ناموافق ہو جاتے ہیں، بعض اوقات کسی جگہ کے لوگوں کے اعمال خراب ہوتے ہیں اللہ تعالیٰ کو وہ ناراض کر لیتے ہیں اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو تنبیہ کے لئے انہیں مزہ چکھانے کے لئے زمین کو حکم دیتا ہے کہ تھوڑا ان کو جھٹکا دو تو زمین جھٹکا دے دیتی ہے اور یہ لوگ آفات میں جکڑ جاتے ہیں[54]۔

پہلے جو امتیں گزری ہیں ان میں سمجھدار لوگ نہ تھے جو زمین میں فساد کرنے سے روکتے اور امن قائم رکھواتے سوائے چند کے جن کو ہم نے عذاب سے بچا لیا جن لوگوں نے ظلم اختیار کیا اور عیش و عشرت میں پڑے رہے، جن میں وہ رہنا چاہتے تھے یہ لوگ مجرم تھے انہیں ہم نے عذاب کا مزہ چکھایا[55]۔ حضرت عائشہ صدیقہ □ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا جب زمین میں گناہوں کا غلبہ ہو جائے تو اللہ تعالیٰ اہلِ زمین پر اپنا عذاب نازل فرمائے گا، حضرت عائشہ □ نے عرض کیا اللہ کی اطاعت کرنے والے لوگوں کے ان میں ہونے کے باوجود؟ نبی ﷺ نے فرمایا ہاں! پھر وہ اہلِ اطاعت اللہ کی رحمت کی طرف منتقل ہو جائیں گے۔[56] ایک اور جگہ آپ ﷺ نے فرمایا: بقیۃ سے مراد عقل و خرد اور فضیلت ہے جو چیزیں آدمی باقی رکھتا ہے یا جو باقی رہنی چاہئیں اور ان سب میں عقل اور دانش ہی سب سے اعلیٰ چیز ہے۔ اگر کسی میں نیک صورتی یا بھلائی ہو تو اسے ذوبقیہ کہا جاتا ہے[57]۔ ان میں سے صرف ایسوں کو ہم نے نجات بخشی تھی جو لوگ ایمان اور ایمان کے تقاضوں پر قائم تھے جو لوگ منکرات سے بچتے تھے اور دوسروں کو بھی ان سے روکتے تھے اپنی سمجھ اور بصیرت کا صحیح استعمال کرتے ہوئے لوگوں کو فساد کرنے سے روکتے تھے یعنی وہ لوگ جو فرمانبردار و اطاعت گزار اور دیندار عقلمند ہیں جو اپنی قوم کو زمین میں فساد برپا کرنے سے روکتے ہیں، اسی وجہ سے اللہ نے انہیں سمجھ عطا کی تھی اور انہیں نشانیاں دکھائی تھی اور یہ کافروں کے لئے تنبیہ ہے[58]۔ اولو بقیۃ کا معنی ہوا اپنے اوپر رحم کرنے والے، اپنی جانوں کو رب سے محفوظ کرنے والے[59]۔ نبی ﷺ نے فرمایا جب بھی کوئی شخص حاکم ہوتا ہے تو اس کے اصلاح کار اور مشیر دو طرح کے ہوتے ہیں ایک تو وہ جو اسے نیکی اور بھلائی کا حکم دیتے ہیں اور اس پر ابھارتے رہتے ہیں اور معصوم وہ ہے جسے اللہ محفوظ رکھے۔ ابو سعید خدری رضی اللہ نے سنا کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا جب کوئی شخص حاکم ہوتا تو اس کے صلاح کار اور مشیر دو طرح کے ہوتے ہیں، ایک تو وہ جو اچھی اور نیک باتیں کرنے کے لئے اس کو کہتے ہیں ایسی ہی باتوں کی ترغیب

THE STUDY OF RELIGION AND HISTORY

Vol.3, No.3, 2025

ISSN P: 3006-3329
ISSN E: 3006-3337

دیتے رہتے ہیں دوسرے وہ جو بری باتیں کرنے کے لئے کہتے ہیں، ایسی ہی باتوں کی ترغیب دیتے رہتے ہیں، دوسرے وہ جو بری باتیں کرنے کے لئے کہتے ہیں اب بری باتوں سے معصوم وہی رہتا ہے جس کو اللہ بچائے رکھے [60]۔

یعنی اس کے دل میں دو طرح کی قوتیں (یعنی صفتیں) ہوتی ہیں ایک تو یہ جو اچھی بات کا حکم کرتی ہے یعنی قوت ملکیہ دوسرے وہ جو بری بات کا حکم کرتی ہے یعنی قوت شیطانیہ، جیسے ظلم اسراف، فسق و فجور وغیرہ، اللہ جس حاکم اور بادشاہ کو بچانا چاہتا ہے وہ تو ان بدکار اور خوشامدی مصاحبوں کے دام میں نہیں آتا باقی اکثر بادشاہ ان بدکار مصاحبوں کی وجہ سے تباہ ہو جاتے ہیں، فسق و فجور اور ظلم و تعدی اور غفلت میں پڑ جاتے ہیں، آخر ان کی سلطنت برباد ہو جاتی ہے [61]۔ عربی لغت کے حاملین جب کہیں کہ فلان بقیہ قومہ تو اس کے معنی ہوں گے کہ وہ اپنی قوم کے صالحین میں سے ہیں [62]۔ انسان کی فطرت ہے کہ جو چیز اسے سب سے زیادہ عزیز و محبوب ہو اسے محفوظ رکھتا ہے، اور ضرورت پڑنے پر باقی تمام اشیاء قربان کر دیتا ہے مگر وہ چیز نہیں دیتا اسی عقل و بصیرت کو بقیہ کہا جاتا ہے کہ وہ سب سے عزیز ہے [63]۔ ارشاد نبوی ﷺ ہے: خبردار عیش کوشی سے اجتناب کرنا کیونکہ اللہ کے بندے عیش کوش نہیں ہوتے۔ [64]

یہ ان معذب قوموں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے بتایا ہے کہ آخر وہ ایسی کیا چیز تھی جو تباہی کا باعث بنی، اگر وہی روش تم اختیار کرو گے تو اپنا انجام یاد رکھنا یہ تنبیہ کی جارہی ہے قریش کو کہ انجام ضروری نہیں ویسا ہو، انجام مختلف بھی ہو سکتا ہے ان میں ایسے ہی لوگ کثرت سے موجود تھے، جو ہر وقت موج مستی میں پڑے رہتے تھے [65]۔

دنیا کی طرف راغب ہونا تباہی و بربادی کی طرف راغب ہونا ہے

آپ ﷺ نے فرمایا: تم خوش ہو جاؤ اور خوشی کی امید رکھو خدا کی قسم مجھ کو یہ ڈر نہیں ہے کہ تم محتاج ہو جاؤ گے مجھ کو یہ ڈر ہے کہیں تم کو اگلی اُمتوں کی طرح دنیا کی فراغت ہو جائے پھر تم ایک دوسرے سے رشک کرنے لگو اور دنیا تم کو بھی اسی طرح تباہ کر دے جیسے اگلی اُمتوں کو اس نے تباہ کیا [66]۔

مال و دولت کی وہ فراخی و آسودگی جو دنیا کا گرویدہ بناتی ہے حرص و طمع میں مبتلا کرتی ہے جوڑنے سمیٹنے اور ذخیرہ اندوزی کا خوگر کرتی ہے، چونکہ انسان کو اخلاقی و روحانی طور پر تباہ و برباد کر دیتی ہے اور اخروی ہلاکت کا مستوجب بنا دیتی ہے، اس لئے حضور ﷺ نے مسلمانوں کو دنیاوی خوشحالی و آسودگی اور مالداری سے اپنے خوف کا اظہار فرمایا۔ آپ ﷺ نے اس دنیاوی ترفع آسودگی اور خوشحالی کے خوف کا اظہار فرمایا جو باہمی مخالفت و نزاع سماجی استحصال، کھوسٹ اور محض دنیاوی اقتدار کے لئے جنگ و جدل اور قتل و قتال کے نتیجہ میں حاصل ہو۔ بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس ارشاد گرامی میں "فقر" سے مراد ان تمام چیزوں سے تہی دست ہونا ہے جن کی ایک انسانی زندگی کو احتیاج ہوتی ہے اور جن پر ضروریات دین کی تکمیل اور بنیادی اسباب معیشت کا انحصار ہوتا ہے، اسی طرح عناد یعنی دنیاوی فراخی و آسودگی سے مراد دنیا کی چیزوں کا اس قدر حاصل ہونا ہے جو مقدار کفایت و ضرورت سے زائد ہوں جس کی وجہ سے انسان حق تعالیٰ کی عبادت و اطاعت سے غافل ہو جاتا ہے اور سرکشی اختیار کر لیتا ہے [67]۔

سابقہ امتوں پر عذاب نازل ہونے کے دو سبب

THE STUDY OF RELIGION AND HISTORY

Vol.3, No.3, 2025

ISSN P: 3006-3329
ISSN E: 3006-3337

اس سے پہلے کی آیتوں میں بتایا گیا کہ جو پہلے کی امتیں ہیں ان پر ایسا ہولناک اور ہمہ گیر عذاب نازل ہوا جس سے ان قوموں کو صفحہ ہستی سے مٹا دیا گیا اور ان کا نام و نشان تک باقی نہ رہا سوائے حضرت یونس علیہ السلام کی قوم کے کیونکہ ان کی قوم نے عذاب کے آثار دیکھتے ہی اللہ سے توبہ کی اس کی طرف رجوع کیا[68]۔

حضرت یونس علیہ السلام کی قوم کی توبہ

اللہ نے سورۃ یونس میں ارشاد فرمایا:

فَلَوْلَا كَانَتْ قَرْيَةٌ آمَنَتْ فَنَفَعَهَا إِيمَانُهَا إِلَّا قَوْمَ يُونُسَ لَمَّا آمَنُوا كَشَفْنَا عَنْهُمْ عَذَابَ الْخِزْيِ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَمَتَّعْنَاهُمْ إِلَى حِينٍ[69]۔

ترجمہ: سو کیوں نہ ہوئی کوئی بستی کہ ایمان لاتی پھر کام آتا ان کو ایمان لانا مگر یونسؑ کی قوم، جب وہ ایمان لائی اٹھا لیا ہم نے ان پر سے ذلّت کا عذاب دُنیا کی زندگانی میں اور فائدہ پہنچایا ہم نے ان کو ایک وقت تک[70]۔

حضرت یونس کو سرزمین موصل میں اہل نینوا کی طرف پیغمبر بنا کر بھیجا تھا لیکن وہ اپنے کفر و سرکشی پر ڈٹے رہے البتہ جب ان کے ان اعمال قبیحہ کو مدت گزر گئی تو ان پر عیب سے عذاب نازل کیا گیا، یونس نے بھی انہیں تین سال بعد نزول عذاب کے بارے میں تنبیہاً اطلاع دی تھی، جب ان لوگوں کو ترغیب عذاب نے آگھیرا اور انہیں اس کا یقین ہو گیا تو وہ توبہ تلافی کرنے لگے اور جو سلوک انہوں نے اپنے نبی کے ساتھ کیا تھا اس پر نادم ہوئے اور اللہ کے نام پر اپنے تمام مویشیوں کی قربانی دے ڈالی اور ان کے مرد و زن سب خدا کے حضور رونے گڑگڑانے لگے تو اللہ نے اپنے فضل و کرم سے ان پر سے عذاب دور فرمایا[71]۔ اقوام پر عذاب نازل ہونے کی دو وجوہات ہیں۔

- ان میں نیک لوگوں کی ایسی جماعت نہ تھی جو انہیں برے کاموں یا برائیوں سے روکتی یا فساد پھیلانے سے روکتی[72]۔
- وہ لوگ فانی شہوات، لذات، طاقت اور اقتدار کے نشے میں ڈوبے ہوئے تھے۔

اس آیت سے یہ سبق ملتا ہے کہ اگر لوگ فانی لذات اور شہوات کے نشے میں ڈوب جائیں اور انہیں برائیوں سے روکنے والا کوئی نہ ہو تو ان پر عذاب الٰہی نازل ہونے کا زیادہ خطرہ ہے[73]۔ باقی جنہوں نے اپنی جانوں کو اذیت بخشی اور ظلم ڈھائے اور اپنی عیش و مرغوبات میں پڑے رہے وہ ہلاک ہوئے اس لئے کہ وہ مجرم تھے[74]۔ حضرت کعب بن مالک رضی اللہ سے مروی ہے، حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا دو بھوکے بھیڑیئے جو بکریوں میں چھوڑ دیئے جائیں وہ ان بکریوں کو اس سے زیادہ خراب نہیں کرتے جتنا مال اور عزت کی حرص انسان کے دین کو خراب کر دیتی ہے[75]۔ حضرت ابو بکر بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، جنگ صفین کے لئے جاتے ہوئے جب حضرت علی رضی اللہ عنہ مدائن سے گزرے تو ان کا ایک ساتھی یہ شعر پڑھنے لگا، اب ان کے گھروں کی جگہ ہوا چل رہی ہے کیونکہ وہ یہاں ایک مقررہ مدت تک تھے اچانک تمام نعمتیں اور ان کی من پسند چیزیں ان کے لئے آزمائش بن گئی اور ختم ہو گئیں، حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا یہ نہ کہو بلکہ وہ کہو جو اللہ نے قرآن میں فرمایا ہے:[76]

كَمْ تَرَكُوا مِنْ جَنَّاتٍ وَعُيُونٍ،وَزُرُوعٍ وَمَقَامٍ كَرِيمٍ،وَنَعْمَةٍ كَانُوا فِيهَا فَاكِهِينَ ،كَذَلِكَ وَأَوْرَثْنَاهَا قَوْمًا آخَرِينَ[77]

THE STUDY OF RELIGION AND HISTORY

Vol.3, No.3, 2025

ISSN P: 3006-3329
ISSN E: 3006-3337

ترجمہ: بہت سے چھوڑ گئے باغ اور چشمے، اور کھیتیاں اور گھر خاصے، اور آرام کا سامان جس میں باتیں بنایا کرتے تھے، یونہی ہوا اور وہ سب ہاتھ لگا دیا ہم نے ایک دوسری قوم کے[78]۔

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بندہ گناہ کے ارتکاب کی وجہ سے رزق سے محروم کر دیا جاتا ہے۔[79] یہاں تین باتیں ذہن نشین کر لیں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد دلالت کرتا ہے:

وَلْتَكُنْ مِنْكُمْ أُمَّةٌ يَدْعُونَ إِلَى الْخَيْرِ وَيَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَأُولَئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ[80]

ترجمہ: اور چاہئے کہ رہے تم میں ایک جماعت ایسی جو بلاتی رہے نیک کام کی طرف اور حکم کرتی رہے اچھے کاموں کا اور منع کریں برائی سے اور وہی پہنچے اپنی مراد کو[81]۔

امت میں ایک فرقہ یا ہر اجتماعی نظام میں ایسے لوگوں کا ہونا ضروری ہے جو اس کام کے لئے مخصوص ہو، جو خیر کی دعوت دیں اور شر سے روکنے والے ہوں اللہ تعالیٰ کو خیر کی مطلوب ہے اور لوگوں کو شر کی اگر اللہ لوگوں کے شر کو برداشت کرتا ہے تو وہ بھی اس وقت تک ہی جب تک اس میں خیر کا امکان باقی ہو، اگر امت کا ہر فرد اپنی جگہ، ایک فریضہ ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص تم میں سے کسی منکر (خلاف شرع) کام کو دیکھے تو اس کو مٹا دیوے اپنے ہاتھ سے اگر اتنی طاقت نہ ہو تو زبان سے اور اگر اتنی بھی طاقت نہ ہو تو دل ہی سے سہی (دل میں اس کو برا جانے اور اس سے بیزار ہو) یہ سب سے کم درجے کا ایمان ہے[82]۔

جب کوئی انسانی گروہ اہل خیر سے خالی ہو جائے تو اس میں صرف اور صرف شریر لوگ باقی رہ جاتے ہیں اگر کوئی اہل خیر باقی رہ بھی جاتے ہیں تو ان کی کوئی سنتا نہیں، یا سن کر ان سنی کر دیتے ہیں اور پوری کی پوری قوم اخلاقی فساد کی راہ پر بڑھتی چلی جاتی ہے تو پھر خدا کا عذاب بھی اس کے سر پر اس طرح منڈلانے لگتا ہے جیسے پورے دنوں کی حاملہ کے اس کا کچھ نہیں کہہ سکتے کہ کب وضع حمل ہو جائے۔ جب کوئی قوم سب کچھ برداشت کرے اور نہ برداشت کر سکے تو صرف انہی چند لوگوں کو جو بھلائی کا حکم دیتے ہون اور برائیوں سے روکتے ہوں تو سمجھ لو اس کے برے دن قریب آ گئے ہیں، وہ اپنے پاؤں پر خود ہی کلہاڑی مار رہے ہیں خود ہی اپنی جان کے دشمن ہو گئے ہیں، انہیں وہ تمام چیزیں تو محبوب ہیں جو ان کی ہلاکت کا موجب ہیں صرف وہی چیز گوارا نہیں ہے جو ان کی زندگی اور آخرت کی ضامن ہیں[83]۔

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا تم امر بالمعروف و نہی عن المنکر کرتے رہو وگرنہ تم آپس میں ایک دوسرے سے لڑنے لگو گے اور تمہارے برے لوگ تمہارے اچھے لوگوں پر غالب آ جائیں گے اور قتل کر دیں گے حتی کہ کوئی ایک بھی امر بالمعروف و نہی عن المنکر کرنے والا نہیں بچے گا۔ پھر تم اپنے دشمنوں کے خلاف دعا کرو گے تو قبول ہو گی[84]۔ میں نے آپ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: بلاشبہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے: کوئی بھی قوم جس میں گناہوں کے اعمال کئے جاتے ہوں اور وہ انہیں تبدیل کرنے کی قدرت رکھتے ہوں پھر وہ تبدیل نہ کریں تو قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ ان تمام کو سزا میں شامل کر لے۔[85]

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

فَبَدَّلَ الَّذِينَ ظَلَمُوا قَوْلًا غَيْرَ الَّذِي قِيلَ لَهُمْ فَأَنْزَلْنَا عَلَى الَّذِينَ ظَلَمُوا رِجْزًا مِنَ السَّمَاءِ بِمَا كَانُوا يَفْسُقُونَ[86]

THE STUDY OF RELIGION AND HISTORY

Vol.3, No.3, 2025

ISSN P: 3006-3329
ISSN E: 3006-3337

ترجمہ: پھر بدل ڈالا ظالموں نے بات کو خلاف اس کے کہ جو کہہ دی گئی تھی ان سے پھر اُتارا ہم نے ظالموں پر عذاب آسمان سے اُن کی عدول حکمی پر[87]۔

دنیامیں رنج والم اور عذاب انسان کے اپنے ناعاقبت اندیش رویوں کی وجہ سے ہے،یعنی قدرتی آفات کا تعلق انسان کی اخلاقی گراوت سے ہے جب کوئی معاشرہ گناہوں میں بڑھتا جاتا ہے خاص طور پر جب ظلم اور استحصال کی زیادتی ہو جاتی ہے تو ایک حد کے بعد عذاب کا حکم ہو جاتا ہے،اور ایسا عذاب آسمان کی طرف سے نازل ہوتا ہے جس میں زیادہ بارشیں،خشک سالی،شہاب ثاقب کا گرنا،فضائی شعائیں،بہت زیادہ گرمی یا سردی،طوفانی ہوائیں،آندھیوں کا عذاب وغیرہ شامل ہے،نہ ظلم کرو نہ کئے جاؤ۔سورۃ البقرۃ میں ارشاد ہے:[88]

وَظَلَّلْنَا عَلَيْكُمُ الْغَمَامَ وَأَنْزَلْنَا عَلَيْكُمُ الْمَنَّ وَالسَّلْوَى كُلُوا مِنْ طَيِّبَاتِ مَا رَزَقْنَاكُمْ وَمَا ظَلَمُونَا وَلَكِنْ كَانُوا أَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُونَ[89]

ترجمہ:اور سایہ کیا ہم نے ستم پر ابر کا اور اُتارا تم پر منّ اور سلویٰ کھاؤ پاکیزہ چیزیں جو ہم نے تم کو دیں اور انہوں نے ہمارا کچھ نقصان نہ کیا بلکہ اپنا ہی نقصان کرتے رہے[90]۔

کسی قوم پر عذاب الٰہی نازل ہونے کے یا جس چیز کی وجہ سے نازل ہوتا،وہ یہی ہے کہ اس قوم میں دعوت کے عنصر کہیں حد تک ہیں،اگر قوم میں نیک اور صالح افراد اس تعداد میں موجود ہوں کہ ان کو سیدھے راستے پر لے آئیں تو ان پر عذاب نازل نہیں ہو گا،اور وہ صالح لوگ تمام لوگوں کو صالح بنا لیتے ہیں۔اور اگر ان کی اصلاح کرنے کے باوجود بھی اتنے لوگ دعوت پر لبیک نہیں کہتے یا اتنے آدمی جمع نہیں ہوتے جو اصلاح کے لئے کافی ہو سکیں،تو وہ قوم اپنی گود سے چند ہیرے پھینک دینے کے بعد طرز عمل سے ثابت کر دیتی ہے کہ اب ان کے پاس صرف اور صرف کوئلے ہی کوئلے باقی رہ گئے ہیں تو پھر کچھ زیادہ دیر نہیں لگتی کہ وہ بھی بھٹی میں سلگا دیئے جاتے ہیں جو ان کو ئلوں کو پھونک کر رکھ دے[91]۔

نتائج بحث

مترفین وہ لوگ ہیں جو دنیاوی لذتوں کو آخرت پر ترجیح دیتے ہیں، جس سے معاشرے میں تکبر، غرور اور فساد جنم لیتا ہے۔ قوموں پر عذاب محض اتفاقی نہیں ہوتا، بلکہ یہ اخلاقی گراوٹ اور سماجی ناانصافی کا نتیجہ ہوتا ہے جب اصلاح کرنے والے خاموش ہو جائیں۔ کسی بھی قوم کی بقا ان چند نیک لوگوں پر منحصر ہوتی ہے جو "امر بالمعروف اور نہی عن المنکر" کے ذریعے معاشرے کو بگاڑ سے بچاتے ہیں۔ دولت کی فراوانی اکثر "روحانی اندھے پن" کا باعث بنتی ہے، جہاں انسان عارضی لذتوں میں کھو کر آنے والے زوال کی نشانیوں کو نظر انداز کر دیتا ہے۔

سفارشات

تحقیق کی روشنی میں درج ذیل اخلاقی اور سماجی اصلاحات کی سفارش کی جاتی ہے:

* دولت مند طبقے کو اسراف (فضول خرچی) اور عیش کوشی سے بچنا چاہیے، کیونکہ اللہ کے بندے عیش کوش نہیں ہوتے۔

THE STUDY OF RELIGION AND HISTORY

Vol.3, No.3, 2025

ISSN P: 3006-3329
ISSN E: 3006-3337

* معاشرے میں ایک ایسا گروہ لازمی ہونا چاہیے جو نیکی کا حکم دے اور برائی سے روکے تاکہ فساد کو جڑ پکڑنے کا موقع نہ ملے۔
* نعمتوں پر فخر اور تکبر کرنے کے بجائے عاجزی اور شکر گزاری کا رویہ اپنایا جائے۔
* دنیاوی آسائشوں کو عارضی سمجھا جائے اور یاد رکھا جائے کہ جہنم کا ایک غوطہ دنیا کی تمام لذتیں بھلا دے گا، جبکہ جنت کی ایک جھلک تمام تکلیفیں مٹا دے گی۔

حوالہ جات وحواشی

[1]۔ الصابونی، محمد علی، صفوۃ التفاسیر، مترجم مولانا محمد یوسف تنولی، دارالاشاعت اردو بازار ایم اے جناح روڈ کراچی پاکستان، 2: 668۔

[2]۔ اصلاحی، امین احسن، تدبر قرآن، 6 : 329۔

[3]۔ الندوی، ڈاکٹر عبداللہ عباس، قاموس الفاظ القرآن الکریم عربی، اردو، مترجم ریٹائرڈ پرفیسر عبدالرزاق، مکتبہ دارالاشاعت اردو بازار ایم اے جناح روڈ کراچی پاکستان، 2003ء، 62۔

[4]۔ میر ٹھی، قاضی زین الدین سجاد ، قاموس القرآن، دارالاشاعت اردو بازار ایم۔اے جناح روڈ کراچی، 2011ء، 27۔

[5] محمد ثناء اللہ عثمانی مجددی پانی پتی، تفسیر مظہری (ج11)، مترجم مولانا سید عبدالدائم جلالی، مطبوعہ علی اعجاز پرنٹرز، صفحہ 167۔

[6] قاضی زین العابدین سجاد میر ٹھی فاضل دیوبند، بیان السان (عربی اردو ڈکشنری) مع لغات قرآن، ص718۔

[7] الدکتور عبداللہ عباس الندوی، قاموس الفاظ القرآن الکریم (عربی اردو)، مترجم اردو ریٹائرڈ پرفیسر عبدالرزاق، ایڈیشن 2003، ص62۔

[8] مولانا سید عبدالدائم الجلالی خلیل، لغات القرآن 2007ء، ج5، ص289۔

[9] قاضی زین العابدین سجاد میر ٹھی فاضل دیوبند، بیان السان (عربی اردو ڈکشنری) مع لغات قرآن، ص718۔

[10]۔ الدکتور عبداللہ عباس الندوی، قاموس الفاظ القرآن الکریم (عربی اردو)، مترجم اردو ریٹائرڈ پرفیسر عبدالرزاق، ایڈیشن 2003، ص62۔

[11]۔ قاضی زین الدین سجاد میر ٹھی، قاموس القرآن، دارالاشاعت اردو بازار ایم۔اے جناح روڈ کراچی، 2011ء، صفحہ نمبر 718۔

[12]۔ راغب اصفہانی، مفردات القرآن اردو، ترجمہ حواشی: شیخ الحدیث محمد عبدہ فیروزپوریؒ، مطبوعہ عرفان افضل پریس، ج1، ص165۔

[13] غلام رسول سعیدی، تبیان القرآن، ج5، ص489۔

[14] القرآن 11: 60

[15] محمد شفیع مفتی، معارف القرآن، ج4، ص635، سورہ ہود، آیت 60۔

[16] سنن ترمذی، ابواب تفسیر القرآن، باب ومن سورۃ الواقعہ، ج5، ص255، ح3297۔

[17] جامع ترمذی، مولانا وحید الزمان، نعمانی کتب خانہ لاہور، ج2، ص516۔

[18] الدر المنثور، ج4، ص298، مطبوعہ دارالفکر بیروت، 1416ھ۔

THE STUDY OF RELIGION AND HISTORY

Vol.3, No.3, 2025

ISSN P: 3006-3329
ISSN E: 3006-3337

[19] القرآن 11: 112

[20] محمد شفیع مفتی، معارف القرآن، ج4، ص668، سورہ ہود، آیت 112۔

[21] القرآن 11: 7

[22] محمد شفیع مفتی، معارف القرآن، ج4، ص587، سورہ ہود، آیت 7۔

[23] القرآن 11: 8-9

[24] محمد شفیع مفتی، معارف القرآن، ج4، ص594،588، سورہ ہود، آیت 8-9۔

[25] القرآن 11:116

[26] محمد شفیع مفتی، معارف القرآن، سورۃ ھود، 116، ج4، ص673۔

[27] تفہیم القرآن، ج2، ص372۔

[28] تفسیر مظہری، ج6، ص71۔

[29] القرآن 34:14

[30] محمد شفیع مفتی، معارف القرآن، سورۃ ابراہیم، ج5، ص251،250۔

[31] صفوۃ التفاسیر، ج2، ص57۔

[32] تفسیر مظہری، ج6 ص71۔

[33] صحیح البخاری، کتاب المظالم والغضب، باب الظلم ظلمات یوم القیامۃ، ج3، ص129، ح2447۔

[34] تیسیر الباری، ترجمہ و شرح صحیح البخاری، علامہ وحید الزمان، کتاب المظالم، باب الظلم ظلمات یوم القیامۃ، ج3، ص457۔

[35] مظاہر حق، جدید، ص594۔

[36] تفسیر مظہری، ج6، ص71۔

[37] محمد شفیع مفتی، معارف القرآن، ج4، ص679۔

[38] انوار البیان، ج2، ص587۔

[39] صحیح مسلم، کتاب القیامۃ والجنۃ والنار، باب صبغ انعم اھل الدنیا فی النار، ج4، ص2162، ح2807۔

[40] روضۃ الصالحین، ج2، ص387،388۔

[41] تفسیر مظہری، ج6، ص71۔

[42] القرآن 17: 26-27

THE STUDY OF RELIGION AND HISTORY

Vol.3, No.3, 2025

ISSN P: 3006-3329
ISSN E: 3006-3337

[43] محمد شفیع مفتی، معارف القرآن، سورۃ بنی اسرائیل، آیت 26-27، ج5، ص469۔

[44] صحیح بخاری، کتاب اللباس، باب، ج7، ص140۔

[45] جامع الاصول، [النوع] العاشر: فی التزین، ج10، ص661، ح8294۔

[46] صحیح مسلم، کتاب الزہد والرقائق، ج4، ص2272، ح2956۔

[47] تفہیم القرآن، ج2، ص372۔

[48] القرآن 83:16

[49] حیاتِ رسولِ اُمی، ص211۔

[50] القرآن 41:30

[51] محمد شفیع مفتی، معارف القرآن، سورۃ الروم، آیت 41، ج6، ص750۔

[52] تفہیم القرآن، ج2، ص372۔

[53] سنن ترمذی، ابواب التفسیر القرآن، باب: ومن سورۃ المائدہ، ج5، ص106، ح3057

[54] قدرتی آفات قرآن وحدیث کے تناظر میں، عزیزہ خان، ص68۔

[55] صفوۃ التفاسیر، ج2، ص54۔

[56] مسند احمد، باب مسند الصدیقۃ عائشۃ رضی اللہ عنہ، ج40، ص161، ح24133۔

[57] المعجم الکبیر للطبرانی، باب ماروی ولد جریر، ج2، ص331، ح2379۔

[58] انوار البیان، ج2، ص587۔

[59] تفسیر مظہری، ج6، ص71۔

[60] صحیح بخاری، کتاب القدر، باب المعصوم من عصم اللہ، ج8، ص125، ح6611۔

[61] تیسیر الباری، ترجمہ وشرح صحیح البخاری، علامہ وحید الزمان، کتاب القدر، باب المعصوم من عصم اللہ، ج8، ص413۔

[62] تدبر قرآن، ج4، ص176۔

[63] معارف القرآن، ج4، ص679۔

[64] مسند احمد بن حنبل، حدیث معاذ بن جبل، ج36، ص420، ح22105۔

[65] تدبر قرآن، ج4، ص176، 177۔

[66] صحیح البخاری، کتاب المغازی، باب12، ج5، ص84، ح4015۔

THE STUDY OF RELIGION AND HISTORY

Vol.3, No.3, 2025

ISSN P: 3006-3329
ISSN E: 3006-3337

[67] مظاہر حق، ج4، ص634، 635۔

[68] تبیان القرآن، ج10، ص450۔

[69] القرآن 10:98

[70] محمد شفیع مفتی، معارف القرآن، سورۃ یونس، آیت 98، ج4، ص565۔

[71] تاریخ ابن کثیر، ج1، ص201، 202۔

[72] انوار البیان، ج2، ص587۔

[73] تبیان القرآن، ج10، ص451۔

[74] تدبر قرآن، ج4، ص169۔

[75] ترمذی، کتاب الزہد، 43، باب۔۔۔ح2383۔

[76] عذابِ الٰہی اور اس کے اسباب، ص109۔

[77] القرآن 44 : 25-28

[78] محمد شفیع مفتی، معارف القرآن، سورۃ الدخان، آیت 25-28، ج7، ص764-775۔

[79] مسند احمد، تتمہ مسند الانصار، ومن حدیث ثوبان، ج37، ص111، ح22438۔

[80] القرآن 3: 104

[81] محمد شفیع مفتی، معارف القرآن، سورۃ آل عمران، آیت 104، ج2، ص135۔

[82] صحیح مسلم مع مختصر شرح نووی، علامہ وحید الزمان، کتاب الایمان، باب بیان کون النھی عن المنکر، ج1، ص148، 147، ح177۔

[83] تفہیم القرآن، ج2، ص372۔

[84] عذابِ الٰہی کے اسباب، 94۔ امام ولی اللہ محمد بن عبد اللہ الخطیب العمری، مشکوٰۃ شریف، کتاب الآداب، باب امر بالمعروف و نہی عن المنکر، لاہور مکتبہ رحمانیہ، س-ن، ص479۔

[85] سنن ابی داؤد، کتاب الملاحم، باب الامر والنھی، ج4، ص122، ح4338۔

[86] القرآن 2: 59

[87] محمد شفیع مفتی، معارف القرآن، سورۃ البقرۃ، آیت 59، ج1، ص230-231۔

[88] قدرتی آفات قرآن واحادیث کی روشنی میں، عزیزہ خان، ص73۔ مجلہ تاریخ وثقافت پاکستان اپریل 2015ء۔

[89] القرآن 2 : 57

THE STUDY OF RELIGION AND HISTORY

Vol.3, No.3, 2025

ISSN P: 3006-3329
ISSN E: 3006-3337

[90] محمد شفیع مفتی، معارف القرآن، سورۃ البقرۃ، آیت 57، ج 1، ص 228۔

[91] تفہیم القرآن، ج 2، ص 372۔